قسط 3

محاسن اسلام

محمد اسحاق سلفی
گلانی پور

اسلام کے مذہب کا ادیان عالم سے تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے اور مذہب ہے جس میں ہر فرد، قوم، نسل اور ملک وملت کی خیر اور بلائی ہے کیونکہ دین اسلام ہی نصیحت کا نام ہے:

الدین النصیحة، ایک دوسرے کی خیرخواہی کا نام ہی دین ہے۔ اور اسلام سچا اور مقبول دین ہے جو اسلام کو چھوڑ دیتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر یعنی صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہی کے راستوں کی طرف نکل کر اپنا ٹھکانہ ''فی الدرك الاسفل من النار'' میں بنالیتا ہے۔ اسلام سچائی کی وجہ سے ہر زمانہ میں ہر قوم اور ہر ملک کیلئے یکساں مفید ہے۔ جو اسلام کو قبول کر کے خدا کا فرمانبردار بن جاتا ہے وہ اجر عظیم اور جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ اور عمل صالح کے علاوہ اپنے آپ کو جنت کا حقدار سمجھنا یہ غلط فہمی ہے۔ جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا تھا: وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان ھودا او نصٰری تلك امانیھم (البقرہ:۱۱۱) حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کا بھی یہی دین تھا اور انہوں نے اس کی وصیت بھی کی تھی جو کہ سورہ البقرہ میں ہے:

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین ووصی بھا ابراھیم بنیه ویعقوب یبنی ان الله اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون (البقرہ:۱۳۲-۱۳۱)

یہی دین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا وقال موسی یقوم ان کنتم امنتم بالله فعلیه توکلوا ان کنتم مسلمین (یونس:۸۴)

حضرت یوسفؑ نے بھی اسی دین پر مرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی:

رب قد اتیتنی من الملك وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموت والارض انت ولی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصلحین (یوسف:۱۰۱)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے بھی اسلام کو قبول کرنے والے تھے فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی الله، قال الحواریون نحن انصار الله اٰمنا بالله واشھد بانا مسلمون (آل عمران:۵۲)

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو خط ملکہ سبا بلقیس کو بھیجا تھا اس میں بھی یہ ہی لکھا تھا۔ ان لا تعلوا علی واتونی مسلمین (نمل:۳۱) اور زمین وآسمان میں جو بھی چیز ہے وہ سب خدا کی فرمانبردار ہے قرآن کریم میں آتا ہے:

افغیر دین الله یبغون وله اسلم من فی السموت والارض طوعا وکرھا والیه یرجعون (آل عمران:۸۳) اور قیامت کے دن سارے نافرمان بھی مسلمان ہونے کی خواہش کریں گے۔ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (الحجر:۲)

کیونکہ اسلام ہی سچا اور کامل دین ہے سورۃ مائدہ میں آتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳) یہی دین اسلام نجات کا ذریعہ ہے جو اسکو قبول کر لیتا ہے وہ دنیا میں بھلائی میں رہتا ہے اور آخرت میں بھی بھلائی میں ہوگا اور جب آدمی اسلام کو قبول کر لیتا ہے تو اس آدمی کے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ اس بات کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی الاسلام علی خمس ۔

اسلام کی یہ بڑی خوبی ہے کہ اسلام کو قبول کرنے سے انسان کے سارے قصور معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسلم شریف میں مذکور ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی میرے دل میں ڈال دی تو میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایئے میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں یعنی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کروں گا، تو نبی علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو کیا بات ہے میں نے عرض کیا میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا شرط لگانا چاہتے ہو میں نے کہا میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں، کہ اسلام قبول کرنے سے میرے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام ان سب گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے جو اسلام سے پہلے گناہ سرزد ہوئے ہوں اور ہجرت بھی سب گناہوں کو ختم کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے صادر ہوئے ہوں، اور حج ان غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے جو ان سے پہلے ہوئی ہوں چنانچہ ہر آدمی یہ آرزو کرتا ہے کہ میں نے جو اسلام سے پہلے جہالت میں جو گناہ اور بدعنوانیاں کی ہیں وہ سب معاف ہو جائیں گی گناہوں کی معافی کی گارنٹی صرف اسلام میں ہے کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسلام میں داخل ہونے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ اسلام قبول کرتا ہے اور اسکا اسلام اچھا ہو جاتا ہے تو وہ جتنی غلطیاں پہلے کر چکا ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے، بلکہ قران مجید میں تو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک ارشاد فرمادیا کہ: الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات (الفرقان) کہ جو شخص بھی توبہ کر لے اور یمان لے آئے اور اس نے اچھے عمل کئے تو ان لوگوں کے گناہوں کو اللہ رب العزت نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ ''سبحان اللہ'' یہ صرف اسلام ہی کی برکت ہے کہ نہ صرف گناہ معاف ہوئے بلکہ پہلے گناہ اللہ تعالیٰ نے نیکیوں سے تبدیل کر دیئے اس کے بعد یہ صورت ہوتی ہے کہ اگر نیکی کرتا ہے تو ایک نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ ایک نیکی کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملتی ہیں اور برائی کے بدلہ میں صرف ایک برائی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے اسلام کے اچھے ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ظاہری اور باطنی حیثیت سے اسلام میں پورا پورا داخل ہو جائے جب وہ کوئی کام کرے تو وہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ اور آدمی جو بھی لفظ بولتا ہے اس کو ملائکہ لکھتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید (ق:۱۸)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کی پہچان کیا ہے، مذکورہ بالا اوصاف اور ان کے علاوہ دیگر محاسن جن میں پائے جائیں گے وہی مسلمان کامل ہوں گے اور یہی اوصاف اس کی شناخت اور پہچان ہوں گے تو مسلمان وہ ہے جس کا ظاہر و باطن پاک وصاف ہو اور خدا اور رسول اور قرآن اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اسلامی فرامین و احکام پر کاربند ہو۔ بلا وجہ کسی سے جنگ نہ کرتا ہو نہ کسی سے جھگڑتا ہو۔ نہ چغلی نہ غیبت اور نہ ظلم تعدی کرتا ہو، ہر ایک کا ہمدرد اور خیر خواہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا مسلمان سب سے اچھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ ہوں یعنی مسلمان کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ بلا وجہ کسی کو تکلیف نہ دیتا ہو (بخاری)

حقیقت یہ ہے کہ فتنہ وفساد کی جڑ عموما زبان اور ہاتھ ہیں اور جو زبان اور ہاتھ کی حفاظت کرے وہ دنیا کے ہر عیب اور شر، فساد سے محفوظ رہتا ہے۔ قرآن حکیم میں مسلمانوں کی پہچان کے سلسلہ میں بہت سی آیات ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں: قد افلح المومنون........ الذین یرثون

الفردوس هم فيها خالدون (مومنون) یعنی یقیناً ایمان داروں نے نجات پالی جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہاں ایمان والوں کا تذکرہ ہو رہا ہے لیکن ایمان والے ہیں کون؟ یہ حدیث جبرائیل سے پتہ چلتا ہے جب جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا۔ فاخبرنی عن الایمان تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

ان تومن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ۔ ایمان سے مراد یہ ہے کہ اذعان النفس للحق علی السبیل التصدیق وذالک باجتماع ثلاثۃ اشیاء تحقیق بالقلب واقرار باللسان وعمل بحسب ذالک بالجوارح المفردات فی غریب القرآن للراغب یعنی کوئی شخص دل کی تصدیق سے حق کا اقرار اور اس کی مطابعت کرے اور یہ چیز تصدیق بالقب زبان کے ساتھ اقرار اور عمل بالجوارح سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک هم الصدیقون (الحدید)

اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ یہ ہی لوگ صدیق ہیں اس لئے سلف صالحین کا موقف ہے کہ دل کے اعتقاد زبان کے اقرار اور اعضاء کے عمل کا نام ایمان ہے لہٰذا اعمال ایمان میں داخل ہیں اور ایمان میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور کمی بھی واقع ہوتی ہے جیسا کہ قران حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم آیاته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون (انفال:۲) یہی موقف درست ہے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور اس میں کمی بھی واقع ہوتی ہے اس کے ساتھ یہ واضح رہے کہ ایمان کیلئے اعمال کی حیثیت حصہ کی نہیں شرط کی ہے یعنی ایمان مضبوط اعتقاد کا نام ہے اس کا وجود عمل پر موقوف نہیں لیکن جب انسان کو عمل پر قدرت ہو تو ایمان کے ساتھ انتفاع میں عمل شرط ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی دل سے شرعی ایمان لے آئے اور قدرت اور طاقت بھی رکھتا ہو کہ اس پر عمل کرے لیکن طاقت کے باوجود عمل نہ کرے یعنی زبان سے اقرار نہ کرے اور دیگر نماز وغیرہ جیسے اعمال صالحہ نہ کرے تو ایسے آدمی کو اسکا قلبی ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا ہاں اگر کوئی آدمی جس کے دل میں ایمان کی روشنی چمک پڑی اور وہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آیا لیکن نیک اعمال کا موقعہ نہ ملا تو وہ اپنے دل کے ایمان ویقین کی بدولت جنت میں داخل ہوگا، حضرت عمرو بن ثابتؓ جو اصیرم کے لقب سے مشہور تھے ہمیشہ اسلام سے منحرف رہے جب احد کا دن آیا تو اسلام دل میں اتر آیا اور تلوار لے کر میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گر پڑے لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ عمرو بن ثابت تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا اے اصیرم تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا اسلام کی رغبت یا قوم کی غیرت؟ تو حضرت عمرو بن ثابت نے جواب دیا اسلام کی غیرت داعی ہوئی میں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آیا اور تلوار لیکر رسول اللہ کے ساتھ آپ کے دشمنوں کے خلاف قتال کیا یہاں تک کہ مجھے یہ زخم پہنچے یہ بات ختم کی تو شہید ہوگئے صحابہ کرامؓ نے اس آدمی کا ذکر نبی علیہ السلام سے کیا تو آپ نے فرمایا: انه لمن اهل الجنة بے شک وہ اہل جنت میں سے ہے حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے تھے۔ حدثونی عن رجل دخل الجنة فلم یصل صلاة قط ۔ مجھ کو بتلاؤ ایسے آدمی کے بارے میں جو جنت میں داخل ہوگیا لیکن اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی جب لوگ جواب نہ دیتے تو حضرت ابو ہریرہ اس صحابی عمرو بن ثابت کا واقعہ سناتے لیکن اس کے برعکس نبی علیہ السلام نے فرمایا سچے ایماندار کو چاہیے کہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو اور جھوٹی گواہی بھی نہیں دینی چاہئے۔ بخاری ومسلم میں آتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتلاؤں؟ تین دفعہ یہ ہی فرمایا صحابہ کرام نے کہا نعم یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا یہ بڑے گناہ ہیں اس وقت آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے تکیہ سے الگ ہو کر فرمانے لگے جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی بات کہنا یہ بھی بڑا گناہ ہے اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم اپنے دل میں کہنے لگے کہ کاش رسول اللہ اب خاموش ہو جاتے زیادہ ظاہر لفظوں سے تو یہ ہے کہ جھوٹ کے پاس نہیں

جاتے اس لئے آگے بیان ہوا اگر اتفاقاً گزر جائے تو وہ اس سے کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کسی کھیل کے پاس سے گزرے تو منہ پھیرے ہوئے بغیر چلے گئے یعنی صحابہ کرام کا ایسا ایمان ہے وہ کسی ایسے امور کی طرف دیکھتے بھی نہیں لیکن آج کل ایمان کے دعویدار سینما کے آگے بیٹھے ہوتے ہیں وہ جو سینما جو کہ یورپ کی ایک عالمی فریب مخرب اخلاق ایجاد ہے۔ پہلے تو تصویریں جانداروں کی طرح نقل وحرکت کرتی تھیں لیکن اب وہ باتیں کرنے اور گانے بھی لگی ہیں۔ اس سے اس کی کشش بیش از بیش اضافہ ہوگیا یہ ایجاد بھی اپنے اندر بہت سی تباہیوں اور بربادیوں کا سامان رکھتی ہے یہاں یورپ وامریکہ سے بہت سی وبائیں ہندوستان میں آئیں، سینما بھی یورپ وامریکہ کی خوشحالی اور دولت مندی کی انتہا نہیں ہے وہاں مال و دولت کی بارش ہوتی ہے اسکے برعکس ہندوستان غریب ہے۔ نوے فیصد آدمیوں کو بھی دونوں وقت پیٹ بھر کر روٹی نہیں ملتی سینما کی دلچسپیوں کا یہ حال ہے کہ دن بھر مزدوری لے کر معمولی آمدنی حاصل کرنے والا سینما دیکھے بغیر نہیں رہتا خواہ اس کے اہل وعیال رات کو بھوکے سو جایا کرتے ہوں سینما نے جہاں ہندوستان کو مالی تباہی و بربادی گڑھے میں ڈالا ہے وہاں ہندوستانی شرافت و تہذیب کا جنازہ بھی نکال دیا ہے۔ بداخلاقی اور بے حیائی عام کردی ہے اور اسکی تباہ کاریاں مردوں سے گزر کر عورتوں تک پہنچ چکی ہیں ہزاروں گھرانوں کی بیٹیاں سینماؤں میں جاتی ہیں اور افسوس ان کے شوہروں پر کہ وہ انہیں روکتے نہیں بلکہ خود لے جاتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یاد رہے جو بھائی اپنی بہن کو اور جو شوہر اپنی بیوی کو پردہ کا حکم نہیں دیتا وہ نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق جنت میں نہیں جائیگا لیکن سینما کی خرابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے عزت والی عورتوں کو ایک خاص پوزیشن دے دی ہے۔

اب لوگ اعلانیہ عورتوں کی شان میں قصیدے لکھ رہے ہیں اور مدیران اخبار ان کی تصویریں اپنے پرچوں میں شائع کررہے ہیں جن گھروں میں ان ذلیل اور فاحشہ عورتوں کا نام لینا بھی گناہ ہے اور موجب شرم سمجھا جاتا تھا اب ان کے گھروں مین ان کی تصویریں لٹک رہی ہیں۔ اور جن مجلسوں میں ان کا تذکرہ مکروہ خیال کیا جاتا تھا اب انہیں مجلسوں میں فخریہ ان کے تذکرے کئے جاتے ہیں اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سینما نے ہمارے ملک کی اخلاقی حالت کو کس قدر تباہ و برباد کیا ہے۔ سینما سے ملک کے نوجوان کسی طرح برباد ہو رہے ہیں یہ ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے وہ سینما میں ایکٹروں کو دیکھتے ہیں اور اپنی زندگی کو ان ہی کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے بے قرار ہوجاتے ہیں۔ پھر ان کو اس بات کا خیال مطلق نہیں رہتا کہ انکا گھر برباد ہوگیا تجارت ملیامیٹ ہوگئی تعلیم ادھوری رہ جائے گی ان تمام باتوں سے بے پرواہ ہوکر ملک کے دور دراز مقامات پر نوجوان کلکتہ اور بمبئی کا سفر کرتے ہیں اور ایکٹر بننے کیلئے طرح طرح کے نقصانات اور تکالیف برداشت کرتے ہین ان تمام مصیبتوں کے باوجود ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انہیں عورتوں کے ساتھ کام کرنے اور رہنے کا موقع مل جائے یہ تو ہمارے ملک کے نوجوانوں کا حال ہے۔ اور عورتوں میں بھی یہ جذبہ تیزی سے پیدا ہورہا ہے چنانچہ وہ اسٹیج پر آنے اور اپنے حسین ہونے کی نمائش کرنے کیلئے بے قرار رہتی ہیں ان حالات میں ہندوستان کی شرافت کا خدا ہی حافظ ہے۔

- اخلاق وکردار اور عزت کی بربادی کے ساتھ غریب ہندوستانیوں کی محنت ومزدوری کے پیسے جس بے دردی سے خرچ ہورہے ہیں اس کے اندازہ کیلئے فلم ایکٹروں اور ایکٹروں کی آمدنی پر نظر ڈالئے جبکہ وہ ایک فلم میں کام کرنے کا معاوضہ لاکھوں روپے وصول کرتے ہیں اس سے اندازہ کیجئے کہ فلموں پر ماہانہ کتنا خرچہ ہوتا ہوگا پھر جو سرمایہ دار فلم سازی پر اتنا خرچ کرتے ہیں وہ اس سے کتنا فائدہ حاصل کرتے ہونگے، اندازہ لگائیے کہ مفلس ہندوستان کیلئے سینما کی کس قدر مصیبت اور تباہ کن ہے۔ قرآن حکیم تو ان باتوں کا رد کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے: کہ مومن کی نشانی یہ بھی ہے: والذین لا یشھدون الزور، کیونکہ سینما جیسے مقام اچھے نہیں ہیں رسول اکرم ﷺ اس قسم کی لغویات مٹانے اور روکنے کیلئے تشریف لائے تھے۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فی ھذی الامة خسف ومسخ وقذف قال رجل من المسلمین یارسول اللہ حتی ذالک قال اذا ظھرت القینات والمعازف وشربت الخمور۔

ترجمہ: میرے ان امتیوں کو زمین میں دھنسایا جائے گا اور ان کی صورتیں بدل جائینگی اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ ایک مسلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ایسا کب ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا جب گانے والیاں اور باجے بجانے والے بہت زیادہ ہوجائیں گے اور شراب خوری ہونے لگی گی۔ ایمان کا دعویٰ کرنے والو، اٹھو اور آج ہی سے سچی توبہ کرو ورنہ ممکن ہے کہ تمہاری صورتیں بھی اس حدیث کی رو سے مسخ کرکے بندر کی صورتیں بنادی جائیں جیسا کہ پہلی امتوں کو قردۃ خاسئین کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور اگر اللہ رب العزت نے دنیا میں تم پر پردہ بھی رکھ لیا تو یاد رکھو کہ قیامت کے دن کوئی بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچائے گا وہاں نہ تو سفارش قبول ہوگی اور نہ کوئی آپ کی وہاں مدد کرے گا کیونکہ قرآن کریم کا واضح فیصلہ ہے۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة ولا یوخذ منها عدل ولا هم ینصرون۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا گزر جب ایسی جگہوں سے ہوتا ہے تو وہ تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ تلبیس ابلیس میں ایک حکایت آتی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر راستہ میں کہیں جا رہے تھے جب باجے کی آواز میں تو آپ اپنی انگلیاں کانوں میں لے لیتے اور دور نکل کر پوچھتے کہ اب تو باجے کی آواز نہیں آرہی۔ جب کہا جاتا نہیں تو اپنی انگلیاں نکال لیتے اور فرماتے کہ سنت طریقہ یہی ہے کہ نبی اکرم ایسا ہی کیا کرتے تھے کیونکہ قرآن کریم میں حکم ہے: واذا مروا باللغو مروا کراما۔ جب گزرتے ہیں لغو مقامات سے تو عزت سے گزرتے ہیں۔ اسلام کا معنی یہی ہے کہ جہاں سے قرآن شریف اور نبی اکرم کا فرمان روک دے وہاں رک جانا۔ تفسیر عروہ الوثقی میں درج ہے کہ یقیناً دین تو اللہ کے ہاں صرف اسلام ہی ہے نہ کہ مطلقاً ہر وہ چیز جس کو دین کے نام سے موسوم کردیا جائے جیسا کہ تمام مذاہب نے کیا اور آج بدقسمتی سے تمام مسلمان بھی کررہے ہیں اور دراصل اس آیت ان الدین عند اللہ الاسلام۔ کا رد کررہے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر دین دین حق ہے اور ہر راہ خدا ہی کی راہ ہے اور کفر و ایمان مین فرق صرف لفظی اور اصطلاحی ہے یہ عقیدہ بالکل غلط ہے اور آج کل لوگ کہتے ہیں کہ کوئی جس مسلک پر لگا ہوا ہے لگا رہنے دو۔ اور جہاں کوئی لگا ہوا ہے صحیح لگا ہوا ہے۔ کیا کوئی شخص دن کو رات اور رات کو دن کہہ دے تو وہ ٹھیک ہے؟ اونٹ کو بکری اور بکری کو اونٹ کہہ دے تو ٹھیک ہے؟ نہیں کبھی نہیں۔ ذرا غور کرو خط مستقیم ہے حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں کے درمیان ایک سیدھا خط صرف ایک ہی ممکن ہے۔ اور وہی خط مستقیم اور یہ صرف اور صرف ایک ہی ممکن ہے۔ باقی جتنے بھی خط ڈالو گے کج ہوتے جائیں گے راہ مستقیم اللہ اور بندے کے درمیان صرف ایک ہی ہے اور اسکا نام اسلام ہے اور یہی وہ دین ہے جو تمام ہادیان کا ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور اس کی تفصیل اس طرح کی جاسکتی ہے اسلام کیا ہے؟ دین اسلام اللہ کا ٹھہرایا ہوا دین ہے جو کچھ ہے یہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہاں جو کچھ بنالیا گیا۔ انسانی گروہ بندیوں کی گمراہیاں ہیں بس تم خدا پرستی اور عمل صالح کی اصل جو تم سب کے ہاں اصل ہے پر جمع ہوجاؤ۔ اور خود ساختہ ادیان سے باز آجاؤ۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے تم ہر طرف سے منہ پھیر کر دین کی طرف رخ کرو۔ یہی خدا کی بناوٹ ہے جس پر اس نے انسان کو بیدار کیا ہے اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ دین القیم ہے۔ یعنی سچا اور سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر انسان ایسے ہیں جو نہیں جانتے۔ دیکھو اس ایک اور صرف ایک اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کی نافرمانی سے باز آجاؤ۔ نماز قائم کرو، اور مشرکوں سے نہ ہوجاؤ۔ جنہوں نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور گروہ بندیوں میں بٹ گئے ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس میں مگن ہے (سورہ الروم: ۳۰)

اس نے دین کیلئے اسلام کا لفظ اسلئے اختیار کیا کہ اسلام کے معنی کسی بات کو مان لینے اور فرمانبرداری کے ہیں وہ کہتا ہے کہ دین کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ نے جو قانون انسان کیلئے ٹھہرادیئے ہیں اس کی ٹھیک ٹھیک اشاعت کی جائے وہ کہتا ہے یہ سب کچھ انسان کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ تمام کائنات ہستی اس اصل پر قائم ہے۔ سب کے بقاء وقیام کیلئے اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی قانون عمل ٹھہرایا ہے اور سب اس کی اطاعت کررہے ہیں اگر ایک لمحہ کیلئے بھی روح گردانی کریں تو کارخانہ ہستی درہم برہم ہوجائے۔

مجلہ ترجمان الحدیث
دفتر: ترجمان الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد
041-780274-780374